بسم اللہ الرحمن الرحیم

مظلوم کی مدد کیجئے

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دار العلوم حیدر آباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب	:	مظلوم کی مدد کیجئے
مؤلف کتاب	:	مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی
		(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)
صفحات	:	۴۷
قیمت	:	۲۰/روپے
کمپیوٹر کتابت	:	مفتی محمد عبد اللہ سلیمان مظاہری
تزئین وسیٹنگ	:	قبا گرافکس، حیدرآباد، فون: 9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبد الرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئی ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)
فون: 06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون: 09704172672

فہرست مضامین

عرض مرتب	٦
ظلم کا مفہوم	٨
آیت کا مفہوم	٨
ظلم کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں	٩
ظلم سے بچنے کی تاکید	١٠
قیامت کے دن ظالم مفلس ہوگا	١١
ظلم کا بدلہ دئے بغیر کو جنت میں نہیں پہنچ سکے گا	١١
ظالم کو جہنم میں ایک خاص سزا	١٢
ظالم پر اللہ تعالی کا شدت غضب	١٣
مظلوم کا پل صراط پر بدلہ لینا	١٣
ظالم کی طاعات کا مقبول نہ ہونا	١٤
ظالم کے حساب میں تاخیر	١٤
ظالم بادشاہ شفاعت سے محروم	١٤
ظالم خود اپنے اوپر لعنت بھیجتا ہے	١٥
ظلم کی نحوست سے عمومی عذاب	١٦

ظلم کی وجہ سے ایمان کا سلب ہونا	۱۷
ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی	۱۸
ظلم کا وبال دنیا میں بھی	۱۸
ظلم میں دو معصیتیں	۱۹
اسلاف کا ظلم سے احتیاط	۱۹
یحیی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا احتیاط	۲۰
محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۱
شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا احتیاط	۲۱
ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۲
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احتیاط	۲۲
ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ احتیاط	۲۳
مظلوم کی مدد کے تعلق سے احادیث	۲۳
ظلم کی معافی دنیا ہی میں کرالے	۲۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ دینا	۲۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا تقاضہ کرنا	۲۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ دینا	۳۰
مظلوم کی مدد کا حکم	۳۰
مظلوم کو مایوس نہیں ہونا چاہئے	۳۱
مظلوم کو ظالم سے انتقام لینے کا حق ہے	۳۲
مظلوم کو بددعا کرنے کا حق	۳۳
مظلوم کو معاف کردینے کا حق	۳۴
معاشرے میں ظلم کی بعض رائج شکلیں	۳۶

قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف	۳۶
قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول	۳۹
مزدوروں پر ظلم	۴۲
مہر کے ادا کرنے میں سستی	۴۳
زمین کا ہڑپنا	۴۵

عرض مرتب

مظلومین کی مدد ونصرت کرنا حقوق مسلم میں سے ایک اہم حق ہے، اسلام ظلم کے خاتمہ کے لئے آیا ہے، اس نے مظلومین کی دادرسی کی ہے، ظلم کی مذمت بیان کی ہے اور دلوں میں اس کی نفرت بٹھانے کے لئے طرح طرح کی وعیدیں ذکر کی ہیں، اس طرح ایک ظالم کے ظلم کو حتی الامکان روکنے اور مظلوم کی مدد کی تلقین بڑی اہمیت کے ساتھ کی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں سے روکا اور سات چیزوں کا حکم فرمایا ہے، پھر مامورات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے پیچھے چلنا، چھینک کا جواب دینا، سلام کا جواب دینا، مظلوم کی مدد کرنا، دعوت قبول کرنا اور قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا۔ (بخاری، رقم: ۲۴۴۵)

اس حدیث میں اگرچہ امر کا لفظ ہے، جس کے معنی حکم کے ہیں؛ لیکن اس کے ذیل میں جتنی باتیں ذکر کی گئی ہیں ان سب پر دیگر روایات میں حق مسلم ہونے کی صراحت کی گئی ہے؛ البتہ ''نصر مظلوم'' پر مجھے کسی حدیث میں حق مسلم کی صراحت نہیں ملی، مگر ایک تو ''نصر مظلوم'' کا حقوق مسلم کے سیاق میں ذکر کیا جانا اور دوسرے علامہ شوکانی اور ابن رجب حنبلی رحمہما اللہ صاحب جامع العلوم والحکم کا اس حدیث کو حقوق مسلم کے تحت ذکر کرنا اس پر دال ہے کہ یہ بھی حقوق مسلم میں سے ہے؛ اس لئے میرے خیال میں اس کا حقوق مسلم میں سے راجح ہے۔

ذیل میں نصر مظلوم کے تعلق سے بعض تفصیلات ذکر کی گئی ہیں؛ تاکہ موجودہ حالات میں جو ظلم عام ہو چکا ہے، طاقت ور کمزور کو دبا رہا ہے، جس کو جہاں موقع مل جاتا ہے دوسرے کے حق

پڑ ڈا کہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے، نہ رشتہ داری کا خیال، نہ دوستی کا لحاظ، کہیں ظلم کے ذریعہ اپنی انا کو تسکین دیا جاتا ہے، کہیں اس کے ذریعہ اپنے مال ودولت میں اضافہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے آپسی تعلقات نہایت خراب ہورہے ہیں ،ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے، آپسی محبت ختم ہوتی جارہی ہے، اس مجموعہ کو اس نیت سے ترتیب دیا گیا ہے کہ آپسی دوری کا خاتمہ ہو اور تمام مسلمان شیر وشکر بن کر زندگی گذاریں ، **واللّٰہ ولی التوفیق وبید ہ الخیروھو علی کل شیء قدیر وبقدرتہ تتم الصالحات،والحمد للہ اولا وآخرا،وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔**

۱۱/ جمادی الاخری ۱۴۴۱ھ — محمد جمال الدین قاسمی

م:۶/فروری ۲۰۲۰ء — استاد حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد

ظلم کا مفہوم

جس شیٔ کا جو محل ہوا سے دوسرے محل میں رکھنا لغۃ ظلم ہے اور شریعت میں ظلم کہتے ہیں حق کو چھوڑ کر باطل اختیار کرنا، اسی کا دوسرا نام جور وزیادتی ہے، بعض حضرات نے کہا کہ دوسرے کے ملک میں تصرف کرنے کا نام ظلم ہے۔(۱) لیکن ابن عربی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ غیر محل میں شی کو رکھنے کا نام لغۃ بھی اور شرعاً بھی ظلم ہے، اس کا تحقق بھی صرف گناہ کرنے سے ہوتا ہے، جس کے ذریعہ انسان خدا کے اوامر ونواہی کو پامال کرتا ہے اور کبھی ایسا گناہ کرتا ہے جس سے مخلوق خدا متاثر ہوتی ہے اور یہ گناہ سب سے بڑھ کر ہے۔(۲)

آیت کا مفہوم

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت باری تعالی:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ - (۳)

(حقیقت تو یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کا شائبہ بھی آنے نہیں دیا، امن اور چین تو بس انہی کا حق ہے اور وہی ہیں جو صحیح راستے پر پہنچ چکے ہیں۔

نازل ہوئی تو صحابہ کرام پر بڑی شاق گذری، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس کے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہ ہوئی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بات

---

(۱) التعریفات للجرجانی، ص: ۱۶۴۔
(۲) احکام القرآن ۳/۱۲۷٦۔
(۳) الانعام: ۸۲۔

ایسی نہیں ہے، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی بات نہیں سنی: **إنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ**۔ (۱)

حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحابہ نے ظلم سے معاصی کی ہر قسم سمجھ لیا تھا، جس کی وجہ سے ان کو شبہ پیدا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فہم پر نکیر نہیں فرمائی؛ بلکہ یہ وضاحت فرمائی کہ آیت میں ظلم کا سب سے بڑا فرد یعنی شرک مراد ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے، بعض بڑا، بعض اس سے چھوٹا اور بعض سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔ (۲)

ظلم کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں

حاصل یہ ہے کہ انسان کبھی اپنے قول وفعل سے اللہ کے اوامر ونواہی کے بجالانے میں کوتاہی کرتا ہے اور کسی مخلوق خواہ انسان ہو یا کوئی اور جاندار ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی یا زیادتی سے کام لیتا ہے، شریعت کی نگاہ میں دونوں ظلم ہیں، دونوں قسم کے ظلم سے انسان کو بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے، ظلم کرنا مسلمان کی شایان شان نہیں، مسلمانوں کا آپس میں رشتہ دینی اور اسلامی بھائی کا ہے، اس رشتہ کی بنیاد پر اسے ایک دوسرے کا ہمدرد اور خیر خواہ ہونا چاہئے اور دکھ درد میں شریک ہونا چاہئے، اس کی شان سے یہ بات فروتر ہے کہ وہ کسی مسلمان پر ظلم وزیادتی کرے یا کسی ایسے آدمی کے حوالے کرے جو اسے زیادتی کا نشانہ بنائے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ یَظْلِمُهُ وَلاَ یُسْلِمُهُ ۔(۳)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اپنے بھائی پر ظلم کرنا اس کے شایان شان نہیں ہے اور نہ کسی ظالم کے حوالے کرنا۔

یہاں ترجمہ ظاہر لفظ کی رعایت میں خبر کا کیا گیا ہے؛ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بظاہر جملہ خبریہ ہے، مگر اس میں درحقیقت ظلم نہ کرنے اور کسی ظالم کے حوالے کسی

(۱) لقمان: ۱۳۔
(۲) فتح الباری ۱/ ۸۷، ۸۸۔
(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۲۔

مسلمان کو نہ کرنے کا حکم ہے۔(۱)

ظلم سے بچنے کی تاکید

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ظلم سے بچو؛ کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہی تاریکی ہوگی۔(۲)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد نقل فرمایا: اے لوگو!ظلم سے بچو؛ کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی۔(۳)

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے اور تمہارے درمیان بھی میں نے اسے حرام کر دیا ہے؛ لہذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔(۴) اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: **ایاکم والظلم** (۵) اے لوگو!ظلم سے بچو، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اتَّقُوا دَعَوَاتِ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا تَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ كَأَنَّهَا شَرَارٌ - (۶)

مظلوم کی بددعا سے بچو؛ کیونکہ وہ آسمان کی طرف شعلہ کی طرح چڑھتی ہے۔

اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نصیحت فرمائی: مظلوم کی بددعا سے بچنا ؛ کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔(۷) ایک بڑھیا نے اپنے اوپر ایک شخص کی طرف سے ہونے والے ظلم پر بددعا کی اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی بددعا قبول کر لی۔(۸)

---

(۱) فتح الباری ۵/۹۷۔
(۲) مسلم شریف، حدیث نمبر :۲۵۷۸۔
(۳) مسند احمد، حدیث نمبر :۵۶۶۲۔
(۴) مسلم شریف، حدیث نمبر:۲۵۷۷۔
(۵) مسند احمد، حدیث نمبر:۹۵۶۹۔
(۶) مستدرک حاکم، حدیث نمبر:۸۱۔
(۷) بخاری، حدیث نمبر:۱۴۹۶۔
(۸) الکبائر ۱/۱۰۷۔

قیامت کے دن ظالم مفلس ہوگا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ بتاؤ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تو مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ دنانیر ہوں اور نہ ہی ساز وسامان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا واقعی مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ کا ذخیرہ لے کر حاضر ہوگا؛ لیکن کسی کو برا بھلا کہہ دیا ہوگا، کسی پر تہمت لگادی ہوگی، کسی کا مال ہڑپ لیا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا، چنانچہ ایک مظلوم آئے گا اور اس کی نیکیوں میں سے لیجائے گا، دوسرا مظلوم آئے گا اور اس کی نیکیوں میں سے لیجائے گا؛ لیکن سارے مظلوم کو حق ملنے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو مظلوموں کے گناہ اس پر لاد دیا جائے گا پھر جہنم میں اس کو پھینک دیا جائے گا۔(۱)

ظلم کا بدلہ دیئے بغیر کوئی جنت میں نہیں پہنچ سکے گا

ظلم کسی انسان پر کرنا اللہ تعالی کے یہاں اتنا ناپسندیدہ ہے کہ جب تک اللہ تعالی ظالم سے بدلہ نہیں لے لے گا اس وقت تک کسی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب مومنوں کو جہنم سے چھٹکارا مل جائے گا تو ان کو جنت وجہنم کے درمیانی پل پر روک لیا جائے گا اور دنیا میں رہتے ہوئے جن جن لوگوں پر ظلم کیا تھا بدلہ لیا جائے گا، جب ہر ایک کے حقوق ادا ہوجائیں گے تب جنت میں جانے کی اجازت ملے گی۔(۲) اور توریت میں ہے کہ پل صراط پر آواز لگائی جائے گی: او سرکش اور ظالم انسانو اور اے بدبخت وشریر لوگو! اللہ تعالی اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ آج کے دن کوئی ظالم اس پل سے گذر نہیں سکے گا۔(۳)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

(۱) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۵۸۱۔
(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۰۔
(۳) الکبائر للذھبی ۱/۱۰۶۔

کہ لوگ قیامت کے دن برہنہ جسم، غیر مختون اور خالی ہاتھ ہونے کی حالت میں اٹھائے جائیں گے، پھر ایک ندا آئے گی جسے قریب و دور رہنے والے ہر ایک اچھی طرح سنیں گے، میں بادشاہ ہوں، انصاف پرور ہوں، کوئی جہنمی جہنم میں داخل نہ ہوسکے گا، جب کہ اس کے پاس کسی جنتی کا حق ہو، جب تک کہ اس سے جنتی کا حق نہ لے لوں، اسی طرح کوئی جنتی جنت میں داخل نہ ہوسکے گا جب کہ اس کے پاس کسی جہنمی کا حق ہو، جب تک کہ میں اس سے جہنمی کا حق نہ لے لوں، حتی کہ اگر کسی نے کسی کو ناحق طمانچہ بھی مارا ہوگا تو میں اس سے بھی بدلہ لوں گا، عبداللہ بن انیس ؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ بدلہ وہاں کیسے دیا جائے گا، جب کہ ہم لوگ برہنہ جسم، غیر مختون اور خالی ہاتھ محشر میں جمع ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: حسنات وسیئات کے ذریعہ بدلہ دیا جائے گا۔(۱)

ظالم کو جہنم میں ایک خاص سزا

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ یزید بن سمرۃ علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ جہنم میں ساحل سمندر جیسے مقامات ہیں، جن میں بختی اونٹ جیسے موٹے موٹے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہوں گے، جب جہنمی تخفیف عذاب کے تعلق سے فریاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ ساحل کی طرف جاؤ، جب وہ ساحل کی طرف جائیں گے تو سانپ وبچھوان سے لپٹ جائیں گے اور ان کی کھال ادھیڑ ڈالیں گے دوبارہ پھر وہ اس تکلیف سے جہنم میں جانے کی فریاد کریں گے، سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے ان کو غیر معمولی خارش ہونی شروع ہوگی، کھجاتے کھجاتے گوشت و پوست ادھڑ کر ہڈی تک ظاہر ہوجائے گی، اب انہیں آواز دی جائے گی کہ کیا تم لوگوں کو تکلیف ہورہی ہے، جب وہ اثبات میں جواب دیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ اس ظلم کی سزا ہے جو تم مومن پر کیا کرتے تھے، اللہ تعالی کے ارشاد:

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ -(۲)

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۶۰۴۲۔

(۲) النحل: ۸۸۔

جن لوگوں نے کفر اپنا لیا تھا اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا تھا، ان
کے عذاب پر ہم مزید عذاب کا اضافہ کرتے رہیں گے؛ کیونکہ وہ فساد مچایا
کرتے تھے۔

میں اسی طرف اشارہ ہے۔(۱)

ظالم پر اللہ تعالیٰ کا شدت غضب

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے بعض کتب کے حوالے سے لکھا ہے کہ جو کمزوروں پر ظلم ڈھاتا ہے اور مظلوم میں ظالم سے بدلہ لینے کی طاقت نہیں ہوتی ہے تو ایسے ظالم پر اللہ تعالیٰ سخت غضبناک ہوتا ہے، حدیث قدسی میں خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اشتد غضبی علی من ظلم من لم یجد ناصر غیر ی-(۲)

ایسے ظالم پر میرا غضب اور شدید ہوجاتا ہے جس کے ظلم سے متاثر شخص
میرے علاوہ کوئی اور مددگار نہیں پاتا۔

بعض اسلاف فرمایا کرتے تھے کہ کمزوروں پر ظلم نہ کیا کرو ،ورنہ تمہارا شمار شریر طاقتوروں میں ہونے لگے گا۔(۳)

مظلوم کا پل صراط پر بدلہ لینا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب ظالم آئے گا اور جہنم کے پل پر پہونچے گا تو مظلوم وہاں آدھمکے گا اور جو جو ظلم اس نے کیا ہوگا وہ سب اس سے بیان کرے گا اور ظالم سے مظلوم بدلہ لیتا رہے گا، حتی کہ ان کی جو نیکیاں ہوں گی وہ بھی لے گا اور جب نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو ظلم کے بقدر مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاددی جائیں گی، حتی کہ اسے جہنم کے نچلے طبقے میں پھینک دیا جائے گا۔(۴)

(۱) تنبیہ الغافلین ۱/۳۸۱، باب ماجاء فی الظلم۔
(۲) الکبائر للذھبی ۱/۱۰۵، الکبیرۃ السادسۃ والعشرون: الظلم۔
(۳) حوالہ سابق۔
(۴) الکبائر للذھبی ۱/۱۰۷، الظلم۔

ظالم کی طاعات کا مقبول نہ ہونا

ظلم کی نحوست اتنی شدید ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالی کے دربار میں طاعات بھی مقبول نہیں ہوتے ، علامہ صفوری علیہ الرحمۃ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے مکہ مکرمہ میں ایک صاحب سے کھجور خریدا اور دو کھجور سامنے میں پڑا ہوا دیکھ کر ان کو خیال ہوا کہ یہ میرا ہی کھجور ہے، جو تھیلا میں ڈالتے ہوئے گر گیا ہوگا ، یہ سمجھ کر انہیں اٹھالیا اور بیت المقدس آ گئے ، ایک رات انہوں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے پوچھ رہا ہے کہ یہ صاحب کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ یہ ابراہیم بن ادھم ہیں، خراسان کے بڑے زاہدوں میں سے ہیں؛ لیکن ان کی نیکیاں بارگاہ الٰہی میں ایک سال سے موقوف ہیں، قبول نہیں ہورہی ہیں؛ کیونکہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں دو کھجور ناحق طور سے لے لیا تھا۔(۱)

ظالم کے حساب میں تاخیر

ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ کو کسی نے ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ لکڑی کے ایک گٹھری سے صرف ایک لکڑی کسی ضرورت سے لے لی تھی تو اس کا حساب ایک سال سے دے رہا ہوں۔(۲)

ظالم بادشاہ شفاعت سے محروم

گناہ گار مسلمانوں کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی سفارش ہوگی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے بہت سے وہ مسلمان جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں سزا بھگت رہے ہوں گے پھر جہنم سے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے؛ لیکن ظالم بادشاہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی ، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں دو طرح کے لوگوں کو میری شفاعت کا فائدہ نہیں پہونچے گا ، ایک تو وہ

(۱) نزهة المجالس ۲/۷۴، **باب فی فضل العدل**۔
(۲) حوالہ سابق۔

بادشاہ جولوگوں پر ظلم کرتا ہوگا اور دھوکہ دیتا ہوگا اور دوسرا وہ شخص جو دین میں غلو سے کام لیتا ہوگا اور دین سے نکل چکا ہوگا۔(۱)

علامہ ہیثمی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کے سارے راوی کو ثقہ قرار دیا ہے؛ البتہ منیع علیہ الرحمہ کے بارے میں ابن عدی علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ لا باس بہ ہیں۔(۲)

علامہ بیہقی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دین ہی سے نکل گیا تو ظاہر ہے کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی نصیب نہیں ہوں گی؛ البتہ ظالم شخص کو شفاعت حاصل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک لمبی مدت تک جہنم میں پڑا رہے گا، جب وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت لے گا تو ایک نہ ایک دن اسے بھی ایمان کی برکت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔(۳)

ظالم خود اپنے اوپر لعنت بھیجتا ہے

میمون بن مہران علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انسان قرآن پڑھتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت بھیجتا ہے، ان سے پوچھا گیا کہ اپنے اوپر لعنت بھیجنے کی کیا شکل ہوتی ہے؟ جواب دیا کہ انسان قرآن پاک میں پڑھتا ہے:

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ - (۴)

سب لوگ سن لیں کہ اللہ کی لعنت ہے ان ظالموں پر۔

اور خود وہ ظالم ہوتا ہے اس طرح وہ خود اپنے اوپر لعنت بھیجتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ظلم سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے؛ کیونکہ جو گناہ انسان اور خدا کے مابین معاصی کے ارتکاب کے ذریعہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی غفور ہے، کریم ہے، وہ اپنے مراحم خسروانہ کے طفیل اس سے درگذر کر سکتا ہے؛ لیکن جو گناہ کسی انسان کی حق تلفی کے ذریعہ کیا گیا ہو تو اس کی

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۴۹۶۔
(۲) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۹۱۹۷۔
(۳) البعث والنشور ۱/ ۶۴، حدیث نمبر: ۱۸، ولا یشفعون الخ۔
(۴) ہود: ۱۸۔

معافی مدمقابل کی رضامندی کے بغیر نہیں ہوسکتی؛لہذا ظالم کوظلم سے توبہ کرنا چاہئے اور دنیا ہی میں مظلوم سے معافی تلافی کر لینی چاہئے اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو پھر اس کے لئے دعاء واستغفار کرتا رہے؛ تاکہ اللہ تعالی اسے قیامت کے دن راضی کرکے معافی کی شکل پیدا کردے، میمون بن مہران علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب کوئی انسان کسی پر ظلم کر بیٹھے اور معافی تلافی کی شکلیں اس نے پیدا کرنے کی کوشش کی؛لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا تو نماز کے بعد اس کے لئے استغفار کرتا رہے تو وہ ظلم سے بری ہوجائے گا۔(۱)

ظلم کی نحوست سے عمومی عذاب

ظلم میں اتنی نحوست ہے کہ معاشرہ میں چند افراد اس میں ملوث ہوتے ہیں؛لیکن اس کی سزا عام مخلوق کو بھگتنی پڑتی ہے،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو تم تو یہ آیت پڑھتے ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ -(۲)

اے ایمان والو!تم اپنی فکر کرو،اگر تم صحیح راستے پر ہوگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

حالانکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے،لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور انہیں نہ روکیں تو بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالی اس کی سزا میں عام لوگوں کو مبتلا کردیں (۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ظلم وزیادتی اور قطع رحمی کرنے والے کے واسطے جو سزا آخرت میں ہے وہ تو ہے ہی، دنیا میں بھی اس جرم کی سزا اسے مل کر رہتی ہے۔(۴) ہشام بن عروہ علیہ الرحمۃ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اروی بنت اویس رضی اللہ عنہا

(۱) تنبیہ الغافلین ۱/ ۳۷۷، باب ماجاء فی الظلم۔
(۲) المائدۃ:۱۰۵۔
(۳) سنن ترمذی،حدیث نمبر:۲۱۶۸
(۴) سنن ابوداؤد،حدیث نمبر:۴۹۰۲۔

نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر یہ دعوی کر دیا کہ انہوں نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے، یہ مقدمہ وہ مروان بن حکم کے یہاں لے گئی، حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے بہت تعجب سے فرمایا کہ میں اس کی زمین کو دباؤں گا! جب کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سن رکھی ہے، مروان نے کہا کہ وہ حدیث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق لے گا تو اللہ تعالی اسے سات زمین کا طوق اس کے گلے میں پہنائیں گے، یہ سن کر مروان نے کہا کہ اب مجھے تفصیل کی ضرورت نہیں رہی، یہ سب ہوجانے کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اروی بنت اویس رضی اللہ عنہا کے حق میں بددعا کردی کی کہ اے اللہ! اگر وہ اپنے دعوی میں جھوٹی ہے تو اسے اندھی کردے اور اسے اس کی زمین میں ہی قتل کردے، چنانچہ وہ اندھی ہوگئی، ایک دن وہ اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گرگئی اور مرگئی، اس طرح اس کے حق میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی دونوں بددعا قبول ہوگئی۔(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظالم کے ظلم سے پریشان ہوکر حباری پرندہ اپنے گھونسلا میں گھٹ گھٹ کر مرجاتا ہے(۲)

ظلم کی وجہ سے ایمان کا سلب ہونا

حضرت ابوبکر وراق علیہ الرحمۃ سے منقول ہے، وہ فرماتے تھے کہ انسانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے عام طور پر ایمان سلب ہوجاتا ہے، ابوالقاسم حکیم علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی ایسا گناہ بھی ہے جس سے ایمان سلب ہوجاتا ہو، انہوں نے اثبات میں جواب دیا، پھر فرمایا کہ تین امور کی وجہ سے انسان سے ایمان جاتا رہتا ہے، ایک نعمت اسلام کے ملنے پر شکر ادا نہ کرنا، دوسرے اسلام جیسی عظیم نعمت کے رخصت ہوجانے سے خوف نہ کھانا، اور تیسرے مسلمانوں پر ظلم کرنا۔(۳) امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ظلم انسان کو سوء خاتمہ تک پہونچادیتا ہے۔(۴)

(۱) نضرۃ النعیم ۱۰/۴۹۱۲، **الاحادیث الواردۃ فی ذم الظلم۔**
(۲) الکبائر للذھبی ۱/۱۰۶، **الظلم۔**
(۳) تنبیہ الغافلین ۱/۳۸۰، **باب ماجاء فی الظلم۔**
(۴) نزہۃ المجالس ۲/۴۶، **باب فی فضل العدل۔**

ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی

ظلم اللہ تعالی کے نزدیک اتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالی ظالم کی دعا بھی قبول نہیں کرتا اور اسے رد کردیتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ لوگو! ظلم نہ کرو ظلم کے بعد تم دعا کروگے تو قبول نہ ہوگی، بارش طلب کروگے تو بارش نہیں ہوگی، دشمنوں کے خلاف مدد طلب کروگے تو اللہ تعالی کی مدد شامل حال نہیں ہوگی۔(۱)

ظلم کا وبال دنیا میں بھی

ظلم کی اصل سزا تو آخرت میں ظالم کو ملے گی، لیکن اس کی کچھ نہ کچھ سزا اللہ تعالی دنیا میں بھی دوسروں کی عبرت کے خاطر دے دیا کرتا ہے، ایک مرتبہ ایک صاحب نے مچھلی فروخت کرنے والے سے ایک مچھلی زبردستی لے لی اور اس کی قیمت ادا نہیں کی، مچھلی کا مالک فریاد کرتا رہ گیا؛ لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور قیمت ادا کئے بغیر گھر کی طرف چل دیا، راستہ میں اس مچھلی نے اس شخص کی انگلی اپنے منہ میں دبوچ لی اور بری طرح زخمی کردی، اب وہ زخم مندمل ہونے کے بجائے مزید شدت اختیار کرتا گیا، حتی کہ طبیب کا مشورہ ہوا کہ اس کی انگلی کو کاٹ کر الگ کردیا جائے، چنانچہ انگلی کاٹ دی گئی؛ لیکن تکلیف کم نہ ہوئی اور اس کی ہتھیلی بھی متاثر ہوگئی، طبیب نے ہتھیلی بھی کاٹنے کا مشورہ دیا، ورنہ یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اس کا اثر کلائی تک پہونچ جائے گا اور اسے بھی آئندہ جدا کرنا پڑے گا، یہ سن کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا، راستہ میں ایک سایہ دار درخت نظر آیا، وہ چلتے چلتے تھک گیا تھا، سایہ دار درخت کے نیچے سوگیا، خواب میں اس نے دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ تم مچھلی کے مالک کے پاس جاؤ، اس کی قیمت ادا کرو اور بہر صورت اسے راضی کرو، بیدار ہوتے ہی وہ مچھلی کے مالک کے پاس پہونچا، ظلم سے توبہ کیا اور مچھلی کے مالک سے معافی تلافی کرلی، اللہ تعالی نے اس کے نتیجہ میں اس کے ہاتھ کو تندرست فرمادیا۔(۲)

---

(۱) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۹۱۸۹۔

(۲) نزہۃ المجالس ۲/۷۴۔

ظلم میں دو معصیتیں

عام طور پر ظلم کمزور انسان پر ہی ہوتا ہے، ظلم کرنے والا قوی اور طاقتور ہوتا ہے، جب کہ مظلوم ضعیف وناتواں ہوتا ہے، علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ ظلم میں دو معصیتیں ہوا کرتی ہیں: ایک تو دوسرے کا مال اور حق چھیننا ہوتا ہے اور دوسرے حکم خداوندی (ظلم نہ کرو) کی خلاف ورزی کر کے قدرت خداوندی کو چیلنج کیا جاتا ہے اور یہ دوسری معصیت دیگر معصیتوں کے مقابلے میں کافی اہمیت کی حامل ہے؛ کیونکہ ظلم عام طور پر ایسے کمزور شخص پر کیا جاتا ہے جو انتقام لینے پر قادر نہیں ہوتا ہے، نیز ظلم کا صادر ہونا ظلمت قلب کی بناء پر ہوا کرتا ہے؛ کیوں کہ اگر ظالم کا دل نور ہدایت سے منور ہوتا تو وہ ظلم سے ضرور باز آتا؛ اس لئے قیامت کے دن جب متقی حضرات اپنے اپنے نور کے ساتھ جنت کا رخ کریں گے تو ظالموں کو اس کے ظلم کی تاریکیاں گھیر لیں گی اور اسے ظلم کے نتیجے میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکے گا۔(۱) اور ظاہر ہے کہ یہ ایک ظالم کے لئے بڑا نقصان ہے۔

اسلاف کا ظلم سے احتیاط

ظلم کے ان دینی ودنیوی انجام کے پیش نظر اسلاف بڑے حساس تھے، تھوڑی سی بھی کسی کی حق تلفی ان کو گوارہ نہ تھی، ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی مسئلہ میں بحث وتکرار شروع ہوگئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ ایسی باتیں سامنے آئیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خفاء ہو گئے، اس پر ان کو ندامت ہوئی، اور عمر رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی؛ لیکن شدت غضب کی وجہ سے انہوں نے معاف نہیں کیا، اب وہ سیدھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ ان سے معافی تلافی کرنے میں ناکامی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ فرمایا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلاَثًا۔ (۲)

(۱) نزہۃ المجالس ۲/ ۷۴۔
(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۶۱۔

اے ابوبکر! اللہ تم کو بخش دے گا۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی احساس ہوا کہ معافی تلافی کر لینی چاہئے، چنانچہ وہ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہونچے، معلوم ہوا کہ وہ یہاں تشریف فرما نہیں ہیں، خیال ہوا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہوں، چنانچہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر خفگی کے آثار ظاہر ہوئے، یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھٹنے کے بل ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ہی زیادتی تھی، میری ہی زیادتی تھی۔(۱)

یحیی اندلسی علیہ الرحمۃ کا احتیاط

آپ فقہ مالکی کے اہم ستونوں میں ہیں، اندلس میں فقہ مالکی کے رواج اور قبول عام میں آپ کی جدوجہد کا بڑا دخل ہے، جامع مسجد قیروان میں آپ کا درس بہت مقبول تھا، آواز سارے مستفیدین تک نہیں پہونچ پاتی تھی تو لکھانے والے حضرات متعین ہوتے تھے، جو آپ کی آواز کو دور دور تک پہونچاتے تھے، اسی کے ساتھ ورع وتقوی میں بھی اپنی مثال آپ تھے، حکومت کا کوئی عہدہ قبول نہیں کیا، کئی مرتبہ قضاء کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی گئی؛ لیکن اس پر آمادہ نہیں ہوئے، آپ کے ذمہ ایک دوکاندار کا ایک دانق جو درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے، وہ باقی تھا، آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دوکاندار قرطبہ میں ہے، جب کہ قیروان اور قرطبہ کی دوری اس زمانے کی سواری کی لحاظ سے چھ مہینے کی تھی، آپ نے درس وافادہ کی مجلس چھوڑ کر قرطبہ پہونچنے کی تیاری کی ،آپ قرطبہ پہونچ کر صاحب حق کا حق ادا کیا پھر واپس ہوئے، آنے جانے میں سال ختم ہو گیا، لوگوں نے جب چہ میگوئیاں شروع کیں اور بعض نے ہمت کر کے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ صاحب حق کا ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) واپس کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے، اب تم خود سوچو کہ میرے آنے جانے میں ایک سال لگا، پھر بھی تو انہتر سال میرے پاس باقی رہے؛ لہذا میں تو نفع میں رہا، یہ گھاٹے کا سودا کہاں ہے؟۔(۱)

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر:۳۶۶۱۔

(۲) ترتیب المدارک ۴/ ۳۶۳، تذکرہ یحیی بن عمر بن یوسف۔

محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ جو علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں، خود محدث ہیں، آپ کے آباء واجداد بھی محدث تھے، بڑے عابد وزاہد بھی تھے، آپ کا شمار اصبہان کے بڑے زاہدوں میں سے ہوتا تھا، ورع وتقوی آپ کا نمایاں وصف تھا، ۲۴۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔(۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ صاحب حق کا ایک دانق واپس کرنا میرے نزدیک ایک لاکھ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(۲) علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اسلاف کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے جس دانق کو حرام قرار دیا ہے اسے چھوڑ دینا پانچ سو حج سے بہتر ہے۔(۳)

ایک دانق کی معاشرہ میں کیا حیثیت ہے؟ بالکل معمولی رقم ہے؛ لیکن اس کے صاحب حق کو لوٹانے یا ناحق نہ لینے پر کتنا غیر معمولی ثواب کا ذکر ہے، اسے حاصل کرنے کی کوشش ہر مسلمان کو ہونی چاہئے؛ بلکہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو بہت چونکا دینے والی بات لکھی ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی انسان ستر نبی کا بھی ثواب لے کر حاضر ہوگا؛ لیکن اس کے ذمہ کسی کا آدھا دانق بھی ہوگا تو وہ بھی اس صاحب حق کو راضی کئے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دانق کے عوض میں انسان کو قیامت کے دن سات سو مقبول نماز دینی پڑے گی۔(۴)

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا احتیاط

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء میں سے ہیں، ان کی پوری زندگی یادِ الٰہی میں گذری، عبادت وریاضت ان کی فطرت ثانیہ تھی، اپنے زمانہ کے قابل رشک صوفیاء میں سے تھے، جب وہ مرض الموت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے ذمہ ایک صاحب کا ایک درہم رہ گیا تھا، جسے میں ادا نہ کر سکا، اب تک میں نے اس کے کفارہ کے طور پر ہزاروں درہم صدقہ کر دیا ہے؛ لیکن اب بھی

(۱) تاریخ اصبہان ۲/ ۱۵۴، **رقم الترجمہ: ۱۵۴۔**
(۲) طبقات المحدثین باصبہان ۲/ ۲۱۴، **تذکرہ محمد بن نعمان، رقم الترجمہ: ۱۵۴۔**
(۳) لطائف المعارف ۱/ ۲۵۱، **وظائف شوال المجلس الثالث۔**
(۴) التذکرۃ ۱/ ۶۴۷، **باب القصاص یوم القیامۃ۔**

اس کا بوجھ میرے دل پر ہے کہ اس کی تلافی ہوئی یا نہیں؟(۱)

ابوسلیمان دارانیؒ کا قول

ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے کبار اولیاء میں تھے، ایک مخلوق نے ان سے فائدہ اٹھایا، بڑی محتاط زندگی گزارا کرتے تھے، احمد بن ابو جواری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد میری بڑی خواہش تھی کہ ان کو خواب میں دیکھوں، چنانچہ میری یہ تمنا ایک سال کے بعد پوری ہوئی، خواب میں ہی میں نے ان سے دریافت کیا: ہمارے آقا! اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ ایک بوڑھے انسان کی لکڑی کی گٹھری سے ایک معمولی سی لکڑی لے لی تھی، اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اس سے میں نے خلال کیا تھا یا یونہی پھینک دیا تھا؛ لیکن ایک سال سے اس کا حساب دینے میں مشغول ہوں۔(۲)

امام ابوحنیفہؒ کا احتیاط

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے علمی وفقہی مقام سے آج کون واقف نہیں ہے، دنیا کے اکثر وبیشتر حصوں میں ان کی فقہ پر عمل ہو رہا ہے، اللہ تعالی نے ان کو مال ودولت سے بھی نوزا تھا، بڑے کامیاب تاجر تھے، ایک مجوسی شخص آپ کا مقروض تھا، آپ اس کے گھر قرض کی وصولیابی کے تعلق سے گئے، آپ کے جوتے میں نجاست لگ گئی، آپ نے اسے جھٹکا دیا تو نجاست اڑ کر اس مجوسی شخص کی دیوار پر لگ گئی، اب قرض کی ادائیگی کا مطالبہ تو ایک طرف رہا، آپ کو یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ اس کی دیوار کیسے صاف کی جائے، اگر کھرچتا ہوں تو اس کی مٹی کا نقصان ہوگا اور اگر یونہی چھوڑ دیتا ہوں تو اس کی دیوار کے گندہ کرنے کا گناہ ہوگا، بالآخر آپ نے اس کے دروازہ پر دستک دی، وہ جونہی نکلا اور آپ کو دروازہ پر پایا تو آپ کے کچھ کہے سنے بغیر گھبرا کر بولا کہ آپ مجھے کچھ دنوں کیلئے مہلت دے دیجئے، امام صاحب نے فرمایا کہ تمہاری دیوار میری وجہ سے گندی ہوگئی ہے، تم مجھے معاف کردو، اس نے عرض کیا کہ

---

(۱) نزهة المجالس ۲/ ۴۷، باب فی فضل العدل۔

(۲) طبقات المحدثین باصبہان ۲/ ۲۱۴، تذکرہ محمد بن نعمان، رقم الترجمہ: ۱۵۴۔

آپ میری دیوار پاک کرنا چاہتے ہیں، امام صاحب نے اثبات میں جواب دیا تو وہ کافی متاثر ہوا اور فوراً کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگیا۔(۱)

ابو یزید بسطامیؒ کا احتیاط

ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں سردی کے زمانے میں جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد کیلئے چلا، راستہ میں میرا پاؤں پھسل گیا، اس حالت میں غیر اختیاری طور پر ایک صاحب کے گھر کی دیوار کو تھام لیا، بلا اجازت جو میں نے یہ کام کیا، اس کی وجہ سے گھر کے مالک سے ملاقات کی، وہ مجوسی تھا، میں نے اس سے واقعہ بیان کیا اور کہا تم مجھے معاف کردو، مجوسی شخص نے پوچھا کہ کیا تمہارے دین میں یہ احتیاط ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ بہت متاثر ہوا اور فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگیا۔(۲)

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ ہمارے اسلاف میں کس قدر احتیاط تھا، کسی کی حق تلفی کو وہ کس نگاہ سے دیکھتے تھے اور معافی تلافی کی کیسی شکل اپناتے تھے، کاش ہم لوگوں کی زندگی میں بھی یہ احساس جاگ اٹھے اور اس پر عمل درآمد ہونے لگے۔

مظلوم کی مدد کے تعلق سے احادیث

مظلوم کی مدد کے تعلق سے احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا ۔ (۳)

اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

ایک صحابی نے یہ سن کر عرض کیا کہ مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آ رہا ہے؛ لیکن ظالم کی کیسے مدد کی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے روکنا اس کی مدد ہے۔(۴)

(۱) نزهة المجالس ۲/۴۷، باب فی فضل العدل۔
(۲) حوالہ سابق۔
(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۶۹۵۲۔
(۴) بخاری، حدیث نمبر: ۶۹۵۲۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تم لوگ چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں، صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میراث کی تقسیم کے وقت ظلم سے کام نہ لو، لوگوں کے ساتھ خود سے بھی انصاف کا معاملہ کرو، دشمن سے قتال کے وقت بزدلی نہ دکھاؤ، مال غنیمت میں خیانت نہ کرو اور ظالم کو مظلوم سے روکو۔ (یعنی مظلوم کی مدد کرو) (۱)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ میرے بعد مستقبل قریب میں بڑے بڑے شہروں کو فتح کروگے اور بازاروں میں بیٹھک بناؤگے، جب ایسی نوبت آئے تو سلام کا جواب دیا کرو، اپنی نگاہ کو پست رکھا کرو، نابینا کو راستہ بتا یا کرو اور مظلوم کی مدد کیا کرو۔ (۲) علامہ ہیثمی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے سارے رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے اور بعض میں کچھ ضعف کی بھی صراحت کی ہے۔ (۳)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو وہ اپنے اپنے قدموں پر کھڑی ہوکر سروں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا: اے ہمارے رب! آپ کن کے ساتھ ہیں؟ اللہ تعالی نے جواب دیا کہ میں مظلوم کے ساتھ ہوں حتی کہ اس کا حق ادا کردیا جائے۔ (۴)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مظلوم اگرچہ فاسق وفاجر ہو اس کی بددعا اللہ تعالی کے دربار میں مقبول ہوتی ہے؛ کیونکہ اس کے فسق وفجور کا وبال خود اس پر ہوگا (لہذا کسی کو اس پر ظلم کرنا جائز نہ ہوگا) (۵) اور ایک روایت جو ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی سے امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچا کرو،

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۸۰۸۲۔
(۲) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۳۶۷۔
(۳) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۱۲۹۴۔
(۴) الکبائر للذھبی ۱/ ۱۰۷، **الظلم**۔
(۵) مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۷۹۵۔

اگر چہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو، اس کے کفر کا وبال خود اس پر ہوگا، (لیکن اس کی وجہ سے تم کو اس پر ظلم کا حق نہیں ہے)(۱)

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک ظالم بادشاہ نے اپنے لئے ایک مضبوط اور شاندار محل بنوایا، ایک غریب بڑھیا بھی محل کے ایک کنارے جھونپڑی ڈال دی اور اس میں رہنے لگی، ایک دن وہی ظالم بادشاہ اپنی سواری پر سوار ہوکر محل کا چاروں طرف سے معائنہ کیا، جب اس کی نظر جھونپڑی پر پڑی تو اس نے پوچھا کہ یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک بڑھیا کی ہے، وہ اس میں رہا کرتی ہے، اس نے اپنے لوگوں کو اسے اجاڑ دینے کا حکم دیا، وہ جھونپڑی اجاڑ دی گئی، جب بڑھیا آئی تو اپنی جھونپڑی کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا، معلوم ہوا کہ محل کے مالک نے اجڑوادیا ہے، بڑھیا کے پاس اتنی قوت نہیں تھی کہ بادشاہ سے مواخذہ کرتی، وہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائی اور عرض کیا:

يَا رب إذا لم أكن أنا حَاضِرَة فَأَيْنَ كنت أَنْت -(۲)

اے پروردگار! میں تو یہاں موجود نہیں تھی آخر آپ کہاں تھا؟ (یعنی آپ تو موجود تھے، آپ نے اس ظلم کو کیسے برداشت کرلیا؟)

یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محل کو محل والوں سمیت پلٹ دو، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پلٹ دیا۔(۳)

یزید بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں زندگی میں کسی سے مرعوب نہیں ہوا اور نہ خوف کھایا؛ البتہ اس آدمی سے مجھے بہت خوف ہوتا ہے کہ میں اس پر کسی قسم کا ظلم کر بیٹھوں اور مجھے معلوم بھی ہو کہ اس کی مدد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا اور ضعیف و کمزور ہونے کی وجہ سے نہ وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے اور نہ دوسرا اس کی مدد کرسکتا ہے، پھر ایسا آدمی میرے تعلق سے اللہ کے دربار میں یہ فریاد کرے: اللہ میرے لئے کافی ہے، اللہ ہی میرے اور تمہارے

(۱) مکارم الاخلاق، حدیث نمبر: ۱۲۷، **باب فیمن ظلم او جلد مسلما**۔
(۲) الکبائر للذھبی ۱/ ۱۰۷، **الظلم**۔
(۳) حوالہ سابق۔

درمیان فیصلہ کرے گا۔(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ میں ایسے لوگوں سے ضرور بدلہ لوں گا جو کسی مظلوم کو دیکھے اور وہ اس کی مدد پر بھی قادر ہو پھر بھی اس کی مدد نہ کرے۔(۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ایک انسان کے بارے میں فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں، وہ انسان اللہ تعالی سے مسلسل دعاء اور عاجزی کرتا رہا کہ اس میں کمی کر دی جائے، حتی کہ ایک کوڑا کی سزا تجویز ہوئی اور ایک کوڑا لگایا گیا، جس کی وجہ سے پوری قبر آگ سے بھر گئی، جب اس کو افاقہ ہوا تو اس نے فرشتوں سے پوچھا کہ آخر کوڑا لگانے کی کیا وجہ ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک نماز تم نے بغیر وضو کے پڑھی تھی اور ایک مظلوم کے پاس سے تمہارا گذر ہوا تھا اور تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔(۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ -(۴)

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہو گے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اس کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ اپنی فکر کر لینا کافی ہے اور خود راہ راست پر ہونے کے بعد کسی قسم کی باز پرس نہیں ہوگی، حالانکہ ایسی بات نہیں ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور انہیں نہ روکیں تو بہت ممکن ہے کہ

---

(۱) الکبائر للذھبی ۱/۱۰۷، **الظلم**۔
(۲) معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۱۰۶۵۲۔
(۳) شرح مشکل الآثار، حدیث نمبر: ۳۱۸۵۔
(۴) المائدۃ: ۱۰۵۔

اللہ تعالی اس کی وجہ سے لوگوں کو عمومی عذاب میں مبتلا کر دیں۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میری امت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو ظالم کہنے سے خوف کھا رہی ہے تو وہ ظالم کو ظلم کرنے پر چھوٹ دے رہی ہے اور اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔(۲)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے ہجرت کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: حبشہ میں کوئی عجیب تر واقعہ دیکھے ہو تو بتاؤ؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک عورت کے سر پر ایک برتن میں غلہ اٹھائے ہوئے دیکھا کہ وہ جا رہی ہے، اتنے میں ایک گھوڑ سوار اس کے پاس سے گذرتے ہوئے ایک کچوکہ لگایا، جس سے اس کا غلہ گر گیا، وہ اپنے غلہ کو جمع بھی کر رہی تھی اور سوار کو دیکھ کر کہہ رہی تھی: تمہارے لئے ہلاکت ہو، جس دن خدائے تعالی کرسی پر بیٹھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا، حضور اکرم ﷺ یہ واقعہ سن کر عورت کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: کیسے وہ امت فلاح پا سکتی ہے جو طاقتور سے بغیر کسی پریشانی کے کمزور کا حق نہ لے سکے۔(۳)

ظلم کی معافی دنیا ہی میں کرالے

ظلم کتنا سنگین جرم ہے، اور دنیا و آخرت میں ظالم کو کیسی سزا ملتی ہے، اس کی تھوڑی سی جھلک گذشتہ سطور سے معلوم ہوگئی ہوگی؛ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ظلم کی معافی تلافی اسی دنیا میں کر لینے کی تلقین فرمائی ہے، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ دنیا ہی میں معافی تلافی کی شکل پیدا کر لینی چاہئے؛ کیونکہ وہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم، اگر ظالم کے پاس نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بقدر اس سے لے لیا جائے گا اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں کی سزا ظالم کو دی جائے گی۔(۴)

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۰۵۷۔

(۲) شعب الایمان، حدیث نمبر: ۷۱۴۰۔

(۳) المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، حدیث نمبر: ۳۲۹۸۔

(۴) بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۹۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدلہ دینا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ایک صاحب کمزور وناتواں تھے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ضرورت تھی، وہ تنہائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی ضرورت رکھنا چاہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحاء نامی مقام پر لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، وہ صاحب رات میں آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرامگاہ کا چکر لگاتے، اور صبح تک موقع نہ ملتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھاتے اور اس طرح ان کو تنہائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے کا موقع نہ ملتا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات وہ صاحب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرامگاہ کا صبح تک چکر لگاتے رہے، صبح ہونے پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے تو وہ صاحب سامنے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا لگام پکڑ لیا اور عرض کیا: حضور! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرورت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ضرورت جلد پوری کی جائے گی؛ لیکن اس نے فوری پوری کرنے پر اصرار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اندیشہ ہوا کہ یہ واقعی مجھے روکے رکھے گا اور ادھر جماعت کھڑی ہونے میں تاخیر ہوجائے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک کوڑا مارا اور آگے بڑھ گئے، پھر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام آپ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عادت شریفہ سے صحابہ کرام واقف تھے، فوراً سمجھ گئے کہ کوئی اہم واقعہ ضرور پیش آیا ہے، چنانچہ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطراف جمع ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میں نے تھوڑی دیر پہلے کوڑا مارا تھا وہ کہاں ہے؟ کوئی جواب نہ ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کہ اگر اس مجمع میں وہ آدمی ہو تو کھڑا ہوجائے، راوی کہتے ہیں کہ وہ صاحب اللہ اور رسول کی پناہ مانگنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے قریب آنے کے لئے کہتے رہے، حتی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل قریب ہوگئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوڑا ان کے ہاتھ میں دیا، پھر فرمایا: اس کوڑا کے ذریعہ مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے کہا: اللہ کی پناہ! میں اللہ کے نبی سے بدلہ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: بدلہ لے لو، کوئی حرج نہیں، اس نے پھر کہا: اللہ کی پناہ! میں اللہ کے نبی سے بدلہ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بدلہ نہیں لینا چاہتے ہو تو معاف کردو، یہ سننا تھا کہ اس

نے کوڑا زمین پر رکھ دیا اور کہا: حضور! میں نے معاف کر دیا۔(۱) اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، خدا کی قسم! کوئی مومن کسی مومن پر ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن ظلم کا بدلہ لے گا۔(۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لینے کا تقاضہ کرنا

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی مسئلہ میں بحث وتکرار شروع ہوگئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ ایسی باتیں سامنے آئیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خفاء ہو گئے، اس پر ان کو ندامت ہوئی، اور عمر رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی؛ لیکن شدت غضب کی وجہ سے انہوں نے معاف نہیں کیا، اب وہ سیدھے حضور ﷺ کی خدمت میں پہونچے اور حضور ﷺ کو سارا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ ان سے معافی تلافی کرنے میں ناکامی پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ فرمایا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا۔ (۳)

اے ابوبکر! اللہ تم کو بخش دے گا۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی احساس ہوا کہ معافی تلافی کر لینی چاہئے، چنانچہ وہ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہونچے، معلوم ہوا کہ وہ یہاں تشریف فرما نہیں ہیں، خیال ہوا کہ شاید حضور ﷺ کی مجلس میں ہوں، چنانچہ وہ بھی حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر خفگی کے آثار ظاہر ہوئے، یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھٹنے کے بل ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ! میری ہی زیادتی تھی، میری ہی زیادتی تھی۔(۴)

(۱) المطالب العالیہ، حدیث نمبر: ۳۸۰۴۔
(۲) حوالہ سابق۔
(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۶۱۔
(۴) حوالہ سابق۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ دینا

حضرت عطاء علیہ الرحمہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صاحب کے پاس سے گذرے، جو ایک عورت سے بات کررہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک کوڑا مارا، اس نے عرض کیا: امیر المومنین! یہ تو میری بیوی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تم مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے کہا: میں نے آپ کی مغفرت کردی، آپ نے فرمایا کہ مغفرت تمہارے بس کی بات نہیں ہے؛ البتہ تمہیں اختیار ہے کہ اگر چاہو تو معاف کردو، اس نے کہا: امیر المومنین! میں نے آپ کو معاف کردیا۔(۱)

مظلوم کی مدد کا حکم

مظلوم کی مدد کرنا شرعاً فرض کفایہ ہے اور یہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیل سے ہے۔(۲) مگر اس کا فرض کفایہ ہونا چند شرطوں کے ساتھ مشروط ہے:

الف: مدد کرنے پر وہ انسان قادر ہو۔

ب: مدد کرنے کی وجہ سے کوئی نا قابل تحمل ضرر نہ لاحق ہو۔

ج: مدد کرنے سے کوئی ایسا فتنہ برپا نہ ہو جو ظلم کے نقصان سے بڑھ کر ہو۔

د: مدد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ وہ فعل واقعی ظلم ہے۔

اب اگر کسی کو قدرت ہی نہیں ہے، مثلاً: اپاہج ہے، معذور ہے تو اس پر مظلوم کی مدد کرنا لازم نہیں ہوگا، اسی طرح مدد کرنے والے کو ظالم کی طرف سے اگر نا قابل تحمل ضرر پہونچنے کا ظن غالب ہو تو بھی اس سے وجوب ساقط ہوجائے گا، نیز مدد کے نتیجے میں کوئی بڑا فتنہ رونما ہونے کا اندیشہ ہو یا پھر مدد کرنے والے کو اس فعل کے ظلم ہونے کا علم ہی نہ ہو تو بھی وجوب ساقط ہوجائے گا، یا اگر اسے اپنے علم وتجربہ کی بناء پر نکیر کرنے سے فائدہ کی توقع نہ ہو تو بھی مدد کرنا لازم نہ ہوگا۔(۳)

---

(۱) کنز العمال، حدیث نمبر: ۱۳۶۲۲۔

(۲) شرح نووی علی مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۶۶، باب تحریم استعمال اوانی الذهب الخ۔

(۳) فتح الباری ۵/ ۹۹، باب نصر المظلوم۔

عام طور پر ظالم کی طرف سے ظلم کے بالفعل صادر ہونے کے وقت مدد ہوتی ہے، اور یہی نصر مظلوم کا حقیقی مصداق ہے، نصر مظلوم کی عام طور پر یہ صورت ہوتی ہے کہ کسی پر ظلم کا تحقق ہو گیا اور انسان ظالم کے ظلم کا شکار ہو گیا تو اس کی مدد کی جاتی ہے؛ لیکن کبھی ظلم کے تحقق سے پہلے بھی مدد ہو سکتی ہے، مثلاً: ایک انسان دوسرے کو مال نہ دینے کی صورت میں جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہا ہے، یا اس سے ناحق مال کا مطالبہ کر رہا ہے، اب اگر کسی نے ایسے شخص کو ظالم کے چنگل سے بچا لیا تو یہ بھی نصر مظلوم ہی ہے۔(۱)

مظلوم کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

مظلوم کے بارے میں احادیث میں بڑی تسلی کا بات کہی گئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن مظلومین ہی فلاح پائیں گے۔(۲) یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے سے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے جو اس پر ظلم کرتا رہے۔(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ میں ظالم سے جلد یا دیر سویر ضرور بدلہ لوں گا۔(۴) اور حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے اور جب اس کی گرفت کا وقت آ جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کی پکڑ سے چھوٹ نہیں پاتا۔(۵)

ان روایات کو غور سے پڑھنا چاہئے، اس میں مظلومین کے لئے بڑی تسلی ہے؛ اس لئے کسی مظلوم کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، انجام کے لحاظ سے وہی کامیاب اور فوز وفلاح سے ہمکنار ہونے والا ہے اور ظالم کے لئے خسران وعذاب مقدر ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہر مومن کی حفاظت فرمائے۔ آمین

---

(۱) فتح الباری ۵/ ۹۹، **باب نصر المظلوم**۔
(۲) تنبیہ الغافلین ۱/ ۳۷۹، **باب ماجاء فی الظلم**۔
(۳) الکبائر للذہبی ۱/ ۱۱۱، **الظلم**۔
(۴) معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۱۰۶۵۲۔
(۵) بخاری، حدیث نمبر: ۴۶۸۶۔

مظلوم کو ظالم سے انتقام لینے کا حق ہے

مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا درست ہے،قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ -(۱)

اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی برائی علانیہ زبان پر لائی جائے، الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ سدی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے:

ای فَانْتَصَرَ بِمِثْلِ مَا ظُلِمَ , فَلَيْسَ عَلَيْهِ جُنَاحٌ -(۲)

ظلم کے بقدر بدلہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اورسورۃ شوریٰ میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ-(۳)

اور جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

علامہ طبری علیہ الرحمۃ نے سدی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے **هم ينتصرون** کا مفہوم:

يَنْتَصِرُونَ مِمَّنْ بَغَى عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْتَدُوا-(۴)

یعنی مومنین ظالموں سے ظلم کا بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے ہیں۔

بیان کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بلا اجازت میرے گھر میں بحالت غصہ آ گئیں اور حضور ﷺ کی موجودگی میں مجھے لعن طعن کرنے لگیں، میں نے ابتداء میں ان کی باتوں کا جواب نہیں دیا؛ لیکن جب آپ ﷺ نے مجھے

(۱) النساء:۱۴۸۔
(۲) تفسیر طبری ۷/ ۶۳۰۔
(۳) الشوری:۳۹۔
(۴) تفسیر طبری ۲۰/ ۵۲۴۔

بدلہ لینے کی اجازت دی تو میں نے جواب دینا شروع کیا، وہ لاجواب ہوگئیں اور میری باتوں کا جواب نہ دے سکیں، جب میری نظر آپ ﷺ پر پڑی تو آپ ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے دمک رہا تھا ۔(۱) یہ حدیث سنداً حسن ہے۔(۲) حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنی ذات کو مظلوم کے سامنے پیش کیا کہ وہ اپنا حق لے لے۔(۳)

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مظلوم ظالم سے اپنا حق وصول کرسکتا ہے؛ البتہ حق سے زائد وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

مظلوم کو بددعا کرنے کا حق

مظلوم اگر ظالم سے بدلہ نہیں لے سکتا ہے تو وہ اس کے حق میں بددعا بھی کرسکتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ - (۴)

اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی برائی علانیہ زبان پر لائی جائے، الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے حق میں بددعا کو ناپسند کرتا ہے؛ البتہ اگر کوئی مظلوم ہو تو اسے ظالم کے حق میں بددعا کرنے کی اجازت ہے۔(۵) خود آپ ﷺ نے قبیلہ مضر، بنولحیان، رعل اور ذکوان وغیرہ کے حق میں بددعا کی ہے۔(۶)

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مظلوم کو ظالم کے حق میں بددعا کرنے کی بھی اجازت ہے۔

---

(۱) سنن الکبری للنسائی، حدیث نمبر: ۸۸۶۵۔
(۲) فتح الباری ۵/ ۹۹، **باب الانتصار من الظالم**۔
(۳) المطالب العالیہ، حدیث نمبر: ۳۸۰۴۔
(۴) النساء: ۱۴۸۔
(۵) تفسیر طبری ۷/ ۶۲۵۔
(۶) بخاری، حدیث نمبر: ۴۰۸۰ و ۲۸۱۴۔

مظلوم کو معاف کردینے کا حق

مظلوم اگر ظالم سے اپنا حق نہ وصول کرے اور اسے معاف کردے تو اسے اس کا بھی حق ہے، اور یہ بڑی فظیلت کی بات ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ - (۱)

اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے اور درگزر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔

یعنی جس کے حق میں برائی کی گئی اور اس نے برائی کرنے والے کو معاف کردیا ، جب کہ وہ انتقام لینے پر قادر تھا تو اسے اللہ کے یہاں اس صبر پر بہت ثواب ملے گا اور یہ ایسا عمل ہے جس کی ترغیب مومنوں کو دی گئی ہے ۔(۲) اور حضرت عبدالرحمن بن عوف ﷛ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

وَلا يَعْفُو عَبْدٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا عِزًّا - (۳)

اور جو بندہ اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا حق معاف کردیتا ہے تو اللہ تعالی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

ایک قریشی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا، مقدمہ حضرت معاویہ ﷛ کے یہاں گیا، حضرت معاویہ ﷛ نے بڑی کوشش کی کہ انصاری دانت توڑنے کے بجائے معاوضہ اور تاوان پر راضی ہوجائے؛ لیکن وہ تیار نہ ہوئے ، بالآخر انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم بھی قریشی کا دانت توڑ دو، اس مجلس میں حضرت ابودرداء ﷛ بھی موجود تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے جسم کو کوئی تکلیف پہونچے اور وہ معاف کردے، بدلہ نہ لے تو اللہ تعالی اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے،

---

(۱) الشوری: ۴۳۔

(۲) تفسیر طبری ۲۱/۵۵۱۔

(۳) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۶۷۴۔

انصاری نے مزید تشفی کیلئے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ واقعی آپ نے یہ حدیث حضور ﷺ سے سنی ہے؟ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میرے کانوں نے سنا ہے اور دل نے اسے محفوظ رکھا ہے، پھر انصاری نے قریشی کو معاف کر دیا اور اس کا دانت قصاص میں نہیں توڑا۔(۱) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو بندہ کسی کو معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالی اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔(۲) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، حضور ﷺ بھی وہاں تشریف فرما تھے اور مسکرا رہے تھے، جب وہ صاحب برا بھلا کہنے سے باز نہ آئے اور حد سے تجاوز کرنے لگے تو ان کی بعض باتوں کا جواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دینے لگے، نبی کریم ﷺ خفا ہو گئے اور اٹھ کر چل دیے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ سے جا ملے اور عرض کیا: حضور! وہ صاحب مجھے برا بھلا کہہ رہے تھے اور آپ بیٹھے اسے سن رہے تھے؛ لیکن میں نے ان کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ﷺ خفا ہو گئے اور چل دیے، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک وہ صاحب آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے تو ایک فرشتہ ان کو جواب دے رہا تھا؛ لیکن جب آپ نے ان کی باتوں کا جواب دیا تو شیطان بیچ میں آ گیا اور فرشتہ چلا گیا؛ لہذا میں شیطان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کیا۔ (۳) ایک حدیث میں معاف کر دینے پر امن وہدایت کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے، حضرت شجرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو نعمت ملنے پر شکر ادا کرے، ابتلاء وآزمائش پر صبر کرے، کوتاہی ہو جانے پر استغفار کرے اور مظلوم ہونے کی صورت میں معاف کر دیا کرے، اتنا بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے، صحابہ نے عرض کیا کہ ایسے شخص کو کیا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو امن وسلامتی اور ہدایت ملے گی۔(۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۷۵۳۴۔
(۲) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۵۸۸۔
(۳) مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۶۲۴۔
(۴) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۶۶۱۳۔

ذات کے واسطے کبھی بدلہ نہیں لیا؛ البتہ جہاں حکم الٰہی کی پامالی ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بدلہ لیا کرتے تھے۔(۱)

معاشرے میں ظلم کی بعض رائج شکلیں

ہمارے معاشرے میں بہت سے مظالم اس طرح رواج پا چکے ہیں کہ اب ان کی قباحت اور ان کی نفرت دلوں سے نکلتی جارہی ہے؛ کیونکہ جس برائی کا چلن ہوجاتا ہے دل عموماً اس سے مانوس ہوجاتا ہے اور اس کی شناعت کا احساس جاتا رہتا ہے، ذیل میں اس قبیل کے چند مظالم کا ذکر کیا جاتا ہے؛ تاکہ اس کی سنگینی کا احساس ہو اور غفلت دور ہو کر اس سے بچنے کا داعیہ پیدا ہو۔

قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف

قومی خزانہ کا مطلب یہ ہے کہ جس مال یا اشیاء سے عام لوگوں کے حقوق متعلق ہوں، جیسے سرکاری خزانہ، جس میں پوری قوم کا حق ہوا کرتا ہے، اس میں قوم سے ٹیکس وغیرہ کے نام پر لی گئی رقم داخل کی جاتی ہے، پھر اس کو مختلف کاروبار میں لگا کر اس میں اضافہ کرنے کی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں، رفاہی کام مثلاً: سڑک کی تعمیر، غریب طبقات کے لئے مختلف سہولیات، بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، پارک، تفریحی مقامات وغیرہ کے بنانے میں عموماً قومی خزانے سے پیسے صرف کئے جاتے ہیں، اب اگر کوئی براہ راست سرکاری خزانہ ہی سے بلا کسی استحقاق کے روپے لے لے، یا کسی مصرف میں استعمال کرنے کا کسی کو ذمہ دار بنا گیا یا گتے پر دیا گیا؛ لیکن واقعی خرچ کے بجائے فرضی خرچ بنا کر قومی خزانہ سے پیسہ لیا گیا اور اضافی رقم خود گتے دار نے خود رکھ لی تو یہ صورت قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف کی ہے، اسی طرح کسی تنظیم اور ادارہ کی ضروریات کی تکمیل کے واسطے عوام سے پیسے حاصل کئے جائیں تو وہ پیسہ بھی قومی خزانہ کہلائے گا، اگر کسی نے اس میں بیجا تصرف کیا، یا ناجائز طور پر ان پیسوں کو استعمال کیا تو یہ صورتیں بھی قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف کے ذیل میں آئیں گی، بعض مرتبہ کسی تنظیم اور ادارہ قائم کئے بغیر مختلف حضرات مل کر کوئی قومی کام شروع کرتے ہیں، مثلاً مسجد کی تعمیر، عیدگاہ کی تعمیر وغیرہ، اس میں کبھی چند افراد اور کبھی پورے محلے

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۳۵۶۰۔

اور بستی کے لوگ پیسہ اکٹھا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور کبھی اس کا دائرہ اور وسیع کر کے عام لوگوں سے بھی چندہ کیا جاتا ہے اور تعمیر کا ذمہ دار ایک یا چند حضرات ہوتے ہیں، اب اگر یہ حضرات ان پیسوں میں خرد برد کرتے ہیں اور اپنی ذات پر اس کو استعمال کرتے ہیں تو وہ بھی قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف کرنے والے کہلائیں گے، قومی خزانہ میں مالکانہ تصرف درحقیقت دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے کھانا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ -(۱)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ۔

نیز اسلام نے غلول سے منع کیا ہے، غلول مطلق خیانت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور خاص کر مال غنیمت کی خیانت کے لئے بھی اور مال غنیمت میں چوری اور خیانت کا جرم عام چوریوں اور خیانتوں سے زیادہ بڑھا ہوا ہے؛ کیونکہ مال غنیمت میں پورے لشکر اسلام کا حق ہوتا ہے، جس نے اس میں چوری کی اس نے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی چوری کی، اگر کسی وقت اس کو تلافی کا خیال بھی آئے گا تو بہت مشکل ہے کہ سب کو ان کا حق پہنچائے یا معاف کرائے، اس کے برخلاف دوسری چوریوں میں مال کا مالک معلوم و متعین ہوتا ہے، کسی وقت اللہ نے توبہ کی توفیق دی تو اس کا حق ادا کر کے یا معاف کرا کر بری ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ غزوۂ بدر میں ایک شخص نے اون کا کچھ حصہ چھپا کر اپنے پاس رکھ لیا تھا، مال غنیمت تقسیم ہونے کے بعد اس کو خیال آیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے باوجود رحمۃ للعالمین اور امت پر ماں باپ سے زیادہ شفیق ہونے کے باوجود اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اب میں اس کو کس طرح سارے لشکر میں تقسیم کروں، اب تو قیامت کے روز ہی تم اس کو لے کر حاضر ہوگے۔ (۲) غزوۂ بدر کے موقعہ سے مال غنیمت میں سے ایک چادر گم ہوگئی تھی، بعض لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو، یہ کہنے والے اگر منافق تھے تو بعید نہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی ناسمجھ مسلمان ہوتو اس نے یہ سمجھا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کا اختیار ہے، اس پر

---

(۱) البقرۃ:۱۸۸۔

(۲) سنن ابوداؤد، حدیث نمبر:۲۷۱۲۔

یہ آیت ”ما کان لنبی ان یغل“ نازل ہوئی۔(۱)

جس میں غلول یعنی ایسے اموال جن سے عام لوگوں کے حقوق متعلق ہوں ان میں خیانت کرنے کا گناہ عظیم ہونا اور قیامت کے روز اس کی سزائے شدید کا ذکر ہے اور یہ کہ کسی نبی کے متعلق یہ گمان کرنا کہ اس نے یہ گناہ کیا ہوگا نہایت بیہودہ جسارت ہے؛ کیونکہ انبیاء ہر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ غلول کی سزا بھی عام چوریوں سے زیادہ سخت ہے کہ میدان حشر میں جہاں ساری مخلوق جمع ہوگی، سب کے سامنے اس کو اس طرح رسوا کیا جائے گا کہ جو مال چوری کیا تھا وہ اس کی گردن پر لدا ہوگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ قیامت میں کسی کو اس طرح دیکھوں کہ اس کی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا ہو (اور یہ اعلان ہوتا ہو کہ اس نے مال غنیمت کا اونٹ چرایا تھا) وہ شخص اگر مجھ سے شفاعت کا طالب ہوگا تو میں اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا، اب میں کچھ نہیں کرسکتا۔(۲)

غلول ہی کے حکم میں مساجد، مدارس، خانقاہوں اور اوقاف کے اموال ہیں جس میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے، اگر معاف بھی کرائے تو کس کس سے معاف کرائے، اسی طرح حکومت کے سرکاری خزانے کا حکم ہے؛ کیونکہ اس میں پورے ملک کے باشندوں کا حق ہے، جو اس میں چوری کرتا ہے وہ سب کی چوری کرتا ہے، مگر چونکہ یہی اموال عموماً ایسے ہوتے ہیں جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا، نگرانی کرنے والے بے پروائی کرتے ہیں، چوری کے مواقع بکثرت ہوتے ہیں؛ اس لئے آج کل دنیا میں سب سے زیادہ چوری اور خیانت انہی اموال میں ہو رہی ہے اور لوگ اس کے انجام بد اور وبال عظیم سے غافل ہیں کہ اس جرم کی سزا علاوہ عذاب جہنم کے میدان حشر کی رسوائی بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی بھی۔ (نعوذ باللہ)

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۳۰۰۹۔

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۳۰۷۳۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مدارس کی سرپرستی سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے؛ کیونکہ میرے فیصلہ سے اگر اس کا ایک روپیہ بھی ناجائز طور پر خرچ ہوگیا تو قیامت کے دن ہم سے مطالبہ کرنے والے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہوجائیں گے، ان سب کا دنیا میں حق ادا کرنا تو ناممکن ہے؛ کیونکہ ہم کو اس کا علم ہی نہیں ہے، اس اعتبار سے لاکھوں روپے کسی شخص کا لے لینا آسان؛ لیکن مدرسہ کا ایک روپیہ لینا آسان نہیں ہے؛ کیونکہ پہلی صورت میں معافی تلافی ممکن ہے اور دوسری صورت میں اس کا امکان ہی نہیں ہے۔

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول

کسی کو قرض دینا بڑے ثواب کا کام ہے، اس سے جہاں صاحب ضرورت کی ضرورت پوری ہوتی ہے، وہیں قرض دینے والے کو دنیا وآخرت میں غیر معمولی سرخروئی حاصل ہوتی ہے، اسلام نے قرض لینے اور دینے والوں میں سے ہر ایک کے حقوق کی رعایت کی ہے، اگر قرض لینے والا تنگدست ہو اور دین کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو قرآن کا حکم ہے کہ اسے مہلت دی جائے۔(۱)

حدیث میں اس کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں، حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جسے اس بات سے خوشی ہو کہ اسے میدان محشر میں اللہ تعالی کا خصوصی سایہ میسر ہو تو وہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے۔(۲) اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جو کسی تنگدست کو مہلت دے تو روزانہ قرض کے برابر صدقہ کرنے کا اسے ثواب ملے گا، ان کا بیان ہے کہ بعد میں ایک دن خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ روزانہ قرض کی مقدار کے دوگنا ثواب ملے گا، میں نے دونوں باتوں میں تعارض محسوس کرکے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنے دنوں کے لئے قرض دیا تھا ان میں سے ہر دن اسے قرض کے برابر ثواب ملتا ہے اور وقت آجانے کے باوجود ادا نہ کرسکا اور اسے مہلت دی گئی تو روزانہ اسے قرض کے دوگنا ثواب ملتا رہتا ہے۔(۳)

---

(۱) البقرۃ:۲۸۰۔
(۲) المعجم الکبیر، حدیث نمبر:۸۹۹۔
(۳) مسند احمد، حدیث نمبر:۲۳۰۴۶۔

لیکن قرضدار جب ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہو، مگر ادا نہ کرتا ہو، اپنے تعیّشات پر خرچ کرتا ہو، معاشرہ میں جھوٹی شان بگھاڑنے کے لئے اسراف سے کام لیتا ہو اور قرض دینے والے کے قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہو تو ایسا شخص ظالم ہے اور اس کا یہ فعل ظلم پر مبنی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ الظُّلْمِ مَطْلَ الْغَنِيِّ -(۱)

غنی اور مالدار کا دین کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم کے قبیل سے ہے۔

اس مفہوم کی روایت بخاری (۲) اور مصنف بن ابی شیبہ (۳) وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے راستے میں قتل کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں؛ لیکن جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مگر قرض نہ ادا کرنے کا گناہ معاف نہیں ہوتا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تمام گناہوں کی معافی سے قرض کو مستثنیٰ فرما دیا۔(۴) اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ شہید کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں؛ لیکن اس کا قرض معاف نہیں کیا جاتا۔(۵) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مومن کی جان اور اس کی روح قرض میں محبوس رہتی ہے، حتی کہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔(۶) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اسے مقام کریم سے روک دیا جاتا ہے اور علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس کا معاملہ موقوف رہتا ہے، نہ اس کی نجات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کی ہلاکت کا، جب تک کہ اس کے دین کے بارے میں اس کے ورثہ کوئی ایک صورت کو طے نہ

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۱۷۵۔
(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۰۰۔
(۳) مصنف بن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۲۴۰۳۔
(۴) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۴۰۔
(۵) مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۸۸۶۔
(۶) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۰۷۹۔

کرلیں۔(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جو دین کے ادا کرنے پر قادر ہو پھر بھی دین ادا نہ کرے تو وہ حرام مال کھانے والے کی طرح ہے۔(۲) اور حضرت عکرمہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایسا شخص تو ہلاک ہی ہو گیا۔(۳)

آج ہمارے مسلم معاشرہ کی حالت بہت ہی ابتر ہے، قرض لیتے وقت کسی کو کانوں کان بھی پتہ نہیں چلتا؛ لیکن جب ادائیگی کا نمبر آتا ہے تو قرض دینے والے کو بڑے تلخ حقائق کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آپس میں تو تو میں میں ہو جاتی ہے، آپسی گفتگو سے کام نہیں بنتا تو پولیس اسٹیشن تک نوبت پہنچ جاتی ہے، وہاں بھی نہیں سلجھتا تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا اور کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک فریق دوسرے کی جان سے بھی کھیل جاتا ہے، ان حقائق کا اتنا شیوع ہو چکا ہے کہ اب قرض حسنہ دینے والے حضرات بھی خال خال نظر آتے ہیں اور اگر وہ دیتے ہیں تو وصولیابی کی شکل غیر یقینی ہوتی ہے اور اگر اس میں کامیابی مل بھی جاتی ہے تو اس کی وصولی میں ان کو اتنا تگ ودو کرنا پڑتا ہے کہ آئندہ کسی کو قرض دینے سے توبہ کر لیتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ بڑی ہی افسوسناک حالت ہے، کسی کا مال قرض کے نام پر لے کر اسے ہڑپ جانے پر کتنی شدید وعید احادیث میں وارد ہوئی ہے، ایک مسلمان جسے اللہ کے سامنے حاضر ہونے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کا یقین ہو، وہ کیسے گوارہ کر سکتا ہے کہ فراوانی کے باوجود کسی کا قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے، قرض دینے والے کو پریشانی میں ڈالے اور حیلے حوالے کر کے اس کے پیسے کو ناحق روکے رکھے، دنیا چونکہ دار العمل ہے، اعمال بد پر سزا ملنے کی جگہ نہیں ہے؛ اس لئے ممکن ہے کہ اسے اس ظلم پر کچھ دنوں کے لئے سزا نہ ملے؛ لیکن جب خدا کے دربار میں حاضری ہوگی اور جہاں اولین و آخرین سب جمع ہوں گے، اس وقت اس قرض کی ادائیگی کے واسطے روپے پیسے نہ ہوں گے تو ان کی وہ حسنات اور نیکیاں جو انہوں نے دنیا میں بڑی محنت سے کی ہوں گی، وہ قرض دینے والے کو دے دی جائیں گی، اس وقت ان کی مایوسی، بے چارگی اور ذلت وخواری کی کوئی انتہاء نہ ہوگی، مگر

(۱) قوت المغتذی علی جامع الترمذی۔
(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۲۳۶۷۔
(۳) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۲۳۶۳۔

اس وقت کی ندامت کچھ کام نہ آئے گی، آج عمل کا وقت ہے، اگر کسی کا قرض ہمارے اوپر ہے تو پہلی فرصت میں اسے ادا کرنے کی فکر کی جائے اور ٹال مٹول کر کے قرض دینے والے پر ظلم نہ کیا جائے، اللہ تعالی اس عمومی ظلم سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

مزدوروں پر ظلم

ہمارے معاشرہ میں رائج مظالم میں سے ایک ظلم یہ ہے کہ آجر مزدوروں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے، ان کے حقوق کو پامال کرتے، مناسب اجرت نہیں دیتے اور جو بھی دیتے ہیں تو اسے وقت پر ادا نہیں کرتے ؛ لیکن مجبوری میں ایک مزدوران سب چیزوں کو سہتا رہتا ہے، اور ہر تلخ و کڑوی بات کو انگیز کرتا رہتا ہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حقوق کی پاسداری کی خاص طور پر تلقین فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی سے کام لیا جائے تو اس کی مزدوری طے کر دی جائے۔(۱) اور بغیر مزدوری طے کئے ہوئے کام لینے سے منع فرمایا۔(مسند احمد، رقم: ۱۱۵۶۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دیا کرو۔(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین شخص سب سے بڑا گنہگار ہے، ایک وہ شخص جو کسی عورت سے نکاح کرے اور ضرورت پوری کر کے اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر ادا نہ کرے، دوسرا وہ شخص جو کسی سے کام لے لے اور اس کی اجرت نہ دے اور تیسرا وہ شخص جو کسی جاندار کو بے فائدہ قتل کرے۔(۳) حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالی تعالی فرماتا ہے کہ میں تین آدمیوں کا خصم اور فریق بنوں گا، اور ایک روایت میں ہے کہ جس کا میں خصم بنوں گا اس پر غالب بن کر رہوں گا۔(۴) ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا اور قسم کھا کر کسی بات کو مؤکد کیا اور سامنے والے کو دھوکہ دے دیا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کا ثمن ہڑپ گیا، تیسرا وہ شخص جس

---

(۱) سنن کبری للنسائی، حدیث نمبر: ۴۶۵۶۔
(۲) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۴۳۔
(۳) المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر: ۲۷۴۳۔
(۴) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۴۲۔

نے مزدور سے کام لیا اور پورا پورا کام لیا؛ لیکن اس کو مزدوری نہیں دی ۔(۱) اسی لئے کسی مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری نہ دینے کو علماء نے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے باب الاجارہ کے تحت دوسو اٹھائیسواں کبیرہ گناہ میں مزدور کو اجرت تاخیر سے دینا یا اسے اجرت سے بالکلیہ محروم کردینا دونوں کو شمار کیا ہے ۔(۲)

آج کل مزدوروں سے کام لے کر ان کو اجرت دینے میں ٹال مٹول سے کام لینا، یا ان کی اجرت کو ہڑپ جانا ایک عام سی بات ہوگئی ہے، مختلف بہانے بنا کر ان کو محروم کردیا جاتا ہے، اور وسائل کے فقدان کی وجہ سے وہ کف افسوس مل کر خاموش ہوجاتا ہے؛ لیکن ایسے آجرین کو دنیوی عدالت سے بچ جانے پر خوش نہیں ہونا چاہئے ، جب دربار خداوندی میں حاضری ہوگی، اولین وآخرین میدان محشر میں جمع ہوں گے، خداوند قدوس مظلوموں کو انصاف دینے کے لئے اپنی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے اور خود ان کی طرف سے فریق بن کر حق کا مطالبہ کریں گے تو یہ آجرین اس وقت کیا جواب دیں گے؟ اور ان کو جب حق روپے پیسے کے بجائے ان کے اعمال حسنہ کے ذریعہ دیا جائے گا تو ان کو کیسی حسرت ہوگی؟ اس کا احساس کر کے آج ہی اس کی تلافی کرلیں تو زیادہ بہتر ہوگا ، اللہ تعالی اس جرم عظیم سے بچنے اور صاحب حق کے حق کو ادا کرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین ۔

مہر کے ادا کرنے میں سستی

مہر بیوی کے حقوق میں سے ایک حق ہے، جس کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے، جس طرح دیگر قرضہ جات اور دیون کی ادائیگی ذمہ میں لازم ہوتی ہے، اسی طرح مہر کی ادائیگی بھی ضروری ہے، آج کل اس تعلق سے اس قدر لا پرواہی ہوگئی ہے کہ زندگی بھر اس کے ادا کرنے کی فکر نہیں ہوتی ، اگر دونوں میں سے کسی کا انتقال ہونے لگتا ہے تو لوگوں کے کہنے پر عین روح نکلتے وقت زبان سے یہ کہلایا جاتا ہے کہ میں نے مہر معاف کردیا، یا پھر خدانخواستہ زندگی میں طلاق کی نوبت آجاتی ہے تو مہر کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور شوہر کو اس کے ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے، یہ تصور نہایت غلط ہے، مہر کی

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۲۲۷۰ ۔
(۲) الزواجر عن اقتراف الکبائر ۱/ ۴۳۷، باب الاجارۃ ۔

ادائیگی کے تعلق سے ہر شوہر کو حساس ہونا چاہئے ، بیوی کا مہر ادا نہ کرنا ، ٹال مٹول سے کام لینا ، اور اپنے دل کو یہ سمجھاتے رہنا کہ بیوی مطالبہ تو نہیں کر رہی ہے، جب کرے گی تب ادا کر دوں گا ، یہ شرعاً ظلم ہے، صاحب حق مطالبہ کرے یا نہ کرے، بہر حال اس تک حق کو پہونچانا ضروری ہے، تاخیر کرنا کسی طرح درست نہیں ہے، مہر کی ادائیگی کے تعلق سے جو لا پرواہی پائی جاتی ہے، نیز مہر باندھتے وقت بھی جتنی کثیر مقدار میں مہر باندھنے کا رواج چل پڑا ہے، اس سے محسوس ہوتا ہے کہ شوہر ذہنا تیار ہوتا ہے کہ مجھے دینا تو ہے ہی نہیں ؛ لہذا جتنا باندھنا ہے باندھ دو، حالانکہ اس نیت سے نکاح کرنا بہت بڑا گناہ اور حکما زنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ نَكَحَ امْرَأَةً وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَهْرِهَا، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ زَانٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -(۱)

جو کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا یہ ارادہ ہو کہ اس کا مہر ادا نہ کرے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ کے یہاں زانی شمار ہوگا۔

حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ مہر ادا نہ کرنے اور مزدوری نہ دینے سے بڑا گناہ کوئی اور نہیں ہے۔(۲)

مہر کے تعلق سے جو لا پرواہی پائی جاتی ہے ان احادیث سے اس کی شناعت وقباحت معلوم ہوتی ہے، جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اور جسے اللہ کے سامنے حاضر ہونے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کی فکر ہو، اسے پہلی فرصت میں اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ، مہر کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود ادا نہ کرنا ظلم ہے اور کوئی ظالم اللہ تعالی سے بچ کر جنت میں نہیں جا سکتا، پل صراط پر روک کر ظالموں سے ظلم کا بدلہ لے کر مظلوموں کو دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ اس وقت روپے پیسے تو ہوں گے نہیں ، نیک اعمال میں سے مظلوموں کو حق دیا جائے گا اور اگر نیک اعمال ختم ہو گئے اور اہل حق کا حق پورا نہیں ہوا تو مظلوموں کا گناہ ظالم کے سر پر لا دا جائے گا اور بالآخر وہ ان گناہوں کے نتیجے میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا ؛ لہذا اس ظلم سے ابھی باز آ جانا چاہئے

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۱۷۴۱۰۔
(۲) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۱۷۴۱۱۔

، ابھی اس کی تلافی ممکن ہے، کل جب آنکھ بند ہوجائے گی تو پھر سارا اختیار جاتا رہے گا اور قیامت کے دن حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

زمین کا ہڑپنا

کسی کی پلاٹ اور زمین پر ناحق قبضہ کرلینا یا اپنی زمین کے بازو میں دوسرے کی زمین ہوتو اس کا کچھ حصہ اپنی زمین میں شامل کرلینا یا سرکاری زمین یا سڑک وراستہ کے لئے چھوڑی گئی زمین میں سے کچھ حصہ اپنے تصرف وقبضہ میں لے لینا، یا آگے بڑھا کر اپنی بالکونی بنالینا، یہ ساری صورتیں زمین کے ہڑپنے اور غصب کرنے کی ہیں، اس تعلق سے احادیث میں بڑی وعیدیں آئی ہیں، ایک دن حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بطور شکایت یہ عرض کیا کہ آج کل میرا لوگوں سے ایک زمین کے معاملے میں سخت جھگڑا چل رہا ہے، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ زمین کے معاملے میں احتیاط سے کام لو؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ایک بالشت زمین بھی کسی کی ظلماً لے لیا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔(۱) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی ناحق لے لے گا تو اسے قیامت کے دن سات زمین تک دھنسایا جائے گا۔(۲) حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق لے لے گا تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن اس بات کا مکلف کرے گا کہ وہ زمین کو کھودتا رہے، حتی کہ سات زمین تک پہونچے پھر ان سب کو لوگوں کے فیصلہ ہونے تک اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے۔(۳) انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ جو کسی کی زمین ناحق لے لے گا تو اسے اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس زمین کی مٹی میدان محشر میں اٹھا کر لائے۔(۴) اور انہی سے

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۵۳۔
(۲) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۲۴۵۴۔
(۳) المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۶۹۲۔
(۴) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۶۹۱۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد منقول ہے کہ زمین کھودنے کا مکلف اسے اس حد تک کیا جائے گا کہ وہ کھودتے ہوئے پانی کی تہہ تک پہونچ جائے گا پھر سب کو میدان محشر میں لانے کا مکلف کیا جائے گا۔(۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق لے گا تو اللہ تعالی قیامت کے دن سات زمین کا طوق بنا کر گلے میں ڈالے گا اور اس کی کوئی فرض ونفل عبادت قبول نہ ہوگی۔(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا ظلم سب سے بڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک ہاتھ زمین کسی مسلمان بھائی کا کم کردیا جائے، زمین کا تھوڑا حصہ بھی اگر کوئی دبالے تو قیامت کے دن اس کے گلے میں زمین کے آخری تہ تک کا طوق پہنایا جائے گا، اور اس کے آخری تہ کی انتہاء تو اس کا خالق ہی جانتا ہے۔(۳) حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے یہاں سب سے بڑی خیانت ایک ہاتھ زمین کی خیانت ہے، دو صاحب زمین یا گھر میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہوتے اور ان میں سے ایک اپنے پڑوسی کا حصہ دبالیتا ہے، اللہ تعالی اس کے بدلے قیامت کے دن سات زمین کا طوق اس کے گلہ میں ڈالے گا۔(۴) حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو کسی آدمی کی زمین کو ظلما لے گا تو وہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالی اس پر ناراض ہوگا، (۵) حضرت حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو مسلمانوں کے راستہ میں سے ایک بالشت زمین بھی لے لیا تو اس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن سات زمین کو اٹھا کر لائے گا۔(۶)

کسی کی زمین غصب کرنے اور اس پر ناجائز قبضہ کرنے کے تعلق سے کتنی سخت وعید

(۱) المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۶۹۵۔
(۲) مسند بزار، حدیث نمبر: ۱۱۳۷۔
(۳) مسند احمد، حدیث نمبر: ۳۷۷۳۔
(۴) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۲۵۵۔
(۵) المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۲۵۔
(۶) المعجم الصغیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۱۱۹۷۔

یں مذکورہ بالا احادیث میں ہیں، ایک مسلمان جو حضور ﷺ کو سچا جانتا ہو، ان کی باتوں پر عمل اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہو، ان سے محبت کا دعویدار ہو، قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کے سامنے اپنے چھوٹے بڑے اعمال کا جوابدہ ہونے پر یقین رکھتا ہو، اس کے بارے میں ہرگز یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ان سارے ارشادات کے باوجود کسی کی زمین پر قبضہ کرے گا، اور ناحق کسی کی زمین سے فائدہ اٹھائے گا، اللہ تعالی ہر مسلمان کو اس قبیح عمل سے محفوظ رکھے، آمین ثم آمین۔